قرض کے آداب

محمد اکرم فضل ○

مال و دولت اور اولاد' اللہ کی نعمت اور دنیا کی زینت کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو ان نعمتوں سے نواز کر آزماتا ہے اور بعض کو محروم کر کے۔ انسان کے حالات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے اور گردش ایام کے باعث زندگی میں قرض یا ادھار لینے کی نوبت بھی آ سکتی ہے۔ ایسے مواقع پر قناعت پسند افراد حتی الامکان قرض سے پرہیز کی کوشش کرتے ہیں اور سخت مجبوری کی حالت میں اس راستے کو اختیار کرتے ہیں اور پھر حسب وعدہ قرض لوٹانے کی فکر اور کوشش کرتے ہیں۔ دنیا میں انسانوں کی زندگی باہمی تعاون سے ہی باوقار اور پرسکون ہوتی ہے۔ لیکن بعض لوگ اس باہمی تعاون اور اعتماد کو دانستہ یا نادانستہ ٹھیس پہنچاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج اکثر لوگ استطاعت کے باوجود اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت روائی سے بے اعتنائی برتتے ہیں اور ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ جو شخص اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اور مجبوری کے وقت قرض دے کر اس کی ضرورت پوری کرتا ہے' وہ ضرورت مند کا محسن ہے۔ اس احسان کا بدلہ احسان ہی کی صورت میں ہونا چاہیے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَهَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ○ (الرحمٰن ۵۵: ۶۰) (اور احسان کا بدلہ نہیں' سوائے احسان کے)۔ اس کا طریق کار نبیؐ نے یہ بتایا ہے کہ احسان کرنے والے کے لیے دعا کی جائے اور وقت مقررہ پر اس کا قرض ادا کیا جائے۔ قرض ایک ایسا بوجھ ہے کہ جس سے ہمارے آقا و مولا حضرت محمدؐ نے پناہ مانگی اور آپؐ اکثر و بیشتر یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ' میں گناہ اور قرض کے بوجھ سے پناہ مانگتا ہوں''۔ آپؐ نے فرمایا: ''قرض رات کا غم اور دن میں ذلت کا ذریعہ ہے''۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لوگوں کا مال لیا اس حال میں کہ وہ اس کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتا تھا' تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اور جو اس ارادے سے لیتا ہے کہ اسے تلف کر دے گا' یعنی واپس نہ کرے گا' تو اللہ اس کے اپنے مال

○ سابق ناظم ' مرکزی شعبہ تنظیم جماعت اسلامی پاکستان

تلف کر دے گا (صحیح بخاری)۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مال کے ہوتے ہوئے قرض کی واپسی میں تاخیر کرنا زیادتی ہے (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔ یعنی قرض لے کر ادا کرنے کی قدرت اور استطاعت کے باوجود ٹال مٹول کرنا اور لاپرواہی برتنا ظلم ہے۔ حضرت عمرو بن شرید اپنے باپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال دار آدمی اگر قرض ادا کرنے میں تاخیر کرے، تو اسے سزا دینا اور اس کی بے عزتی کرنا جائز ہے۔ اس حدیث کو ابوداود، نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے (بلوغ المرام، کتاب البیوع)۔ ہاں جو شخص تنگ دست ہو، تو اس کو مہلت دی جانی چاہیے۔ احادیث میں اس کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ رسول کریمؐ کا ارشاد ہے: "جو کسی تنگ دست (مقروض) کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے سایہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہو گا" (ترمذی، مسند احمد)۔ ارشاد رسول اللہؐ ہے: "جو کسی تنگ دست (مقروض) کو مہلت دے تو ادائیگی کے وقت سے پہلے اس کو ہر دن قرض کی مقدار صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور ادائیگی کا وقت آجانے کے بعد مہلت دے، تو اس کو ہر دن کے بدلے قرض کی دوگنی مقدار صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا" (مسند احمد، ابن ماجہ اور مستدرک حاکم)۔

قرض (لین دین) کی دستاویز

یہ ایک لازمی امر ہے کہ قرض (تھوڑا ہو یا بہت) کی دستاویز تحریر کی جائے۔ قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ اس کا حکم ہے: "مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لیے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور لکھنے والا تم میں سے کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ انصاف سے لکھے جیسا کہ خدا نے اسے سکھایا ہے، اور وہ لکھنے سے انکار نہ کرے اور دستاویز لکھ دے۔ اور جو شخص قرض لے وہی (دستاویز کا) مضمون بول کر لکھوائے اور خدا سے جو اس کا مالک ہے، خوف کرے اور زر قرض میں سے کچھ کم نہ لکھوائے۔ اور اگر قرض لینے والا بے عقل یا ضعیف ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو، تو جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے" (البقرة ۲: ۲۸۲)۔ قرض کی تحریری دستاویز گواہوں کی موجودگی میں ہونا چاہیے، جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد باری ہے: "اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملات میں) گواہ کر لیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری اسے یاد دلا دے گی۔ اور جب گواہ (گواہی کے لیے) طلب کیے جائیں تو وہ انکار نہ کریں۔ اور قرض تھوڑا ہو یا بہت اس (کی دستاویز) کے لکھنے یا لکھانے میں کاہلی نہ کرنا، یہ خدا کے لیے بھی بہت درست طریقہ ہے۔ اس سے تم کو کسی طرح کا شک و شبہ بھی نہیں پڑے گا۔ ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے ہو تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کوئی گناہ نہیں--- اور کاتب، دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح کا نقصان نہ کریں، اگر تم ایسا کرو

گے تو یہ تمھارے لیے گناہ کی بات ہے--- اور اگر تم سفر میں ہو اور (دستاویز) لکھنے والا نہ مل سکے تو (کوئی چیز) رہن باقبضہ رکھ کر (قرض لے لو) اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہیے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کر دے اور خدا سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرے۔ اور (دیکھنا) شہادت کو مت چھپانا جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گنہگار ہو گا اور خدا تمھارے سب کاموں سے واقف ہے" (البقرۃ ۲: ۲۸۲)۔

میت کے ترکہ سے قرض کی ادایگی کا حکم

قرض کی ادایگی ایک لازمی امر ہے جو کہ بعد از مرگ بھی واجب الادا باقی رہتا ہے۔ اس کی ادایگی میت کے ترکے میں سے کی جانا چاہیے۔ ارشاد باری ہے: کہ "اور اگر (ورثا) ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ حصے بھی) بعد ادائے وصیت اور قرض' بشرطیکہ ان سے میت نے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تقسیم کیے جائیں گے)۔ یہ خدا کا فرمان ہے اور خدا نہایت علم والا اور نہایت حلم والا ہے" (النساء ۴: ۱۲)۔

حضرت ابو رافعؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے ایک اونٹنی ادھار خریدی۔ جب صدقے کے اونٹ آئے تو حضرت ابو رافعؓ کو آپؐ نے حکم دیا کہ اس کا قرض ادا کر دو۔ میں نے کہا یارسولؐ اللہ! یہ ساری اونٹنیاں بہت زیادہ قیمتی ہیں اور بہت بہتر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہی دے دو۔ بہترین آدمی وہی ہے جو قرض اچھا ادا کرے (مسلم)۔ اگر مقروض خود بخود قرض ادا کرتے وقت قرض سے زیادہ دے تو یہ جائز ہے لیکن اگر قرض خواہ قرض دیتے وقت یہ شرط طے کرے کہ میں تجھ سے زیادہ لوں گا' یا قرض بہتر لوں گا تو یہ سود ہو گا اور یہ حرام ہے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ: "ہر قرض جو نفع کھینچ کر لائے وہ سود ہے" (بلوغ المرام' کتاب البیوع)۔

قرض کی واپسی کی اہمیت کا اندازہ اس ایمان افروز واقعے سے بہ خوبی ہو جانا چاہیے۔ حضرت سعد بن اطولؓ کے بھائی فوت ہو گئے۔ جوان بھائی کی بیوہ اور چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں کی پہاڑ سی زندگی سامنے نظر آ رہی تھی اور آپؓ کے ہاتھ میں صرف تین سو اشرفیاں تھیں اور اتنی وسعت تھی نہ استطاعت' کہ بھائی کی بیوہ اور بچوں کا بوجھ اٹھا سکتے۔ اب مخمصہ اور پریشانی یہ تھی کہ ان اشرفیوں کو بچوں کی ضروریات کے لیے سنبھال رکھیں یا ان قرض خواہوں کو ادا کر دیں جن سے بھائی نے ادھار لیا تھا اور ادا نہیں کیا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس معاملے کو کیسے سلجھائیں۔ سب کچھ چھوڑ کر اشرفیاں ساتھ لیں اور آنحضورؐ کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ حضرت سعد بن اطولؓ کی الجھن کو سن کر آپؐ ایک لمحے کے لیے بھی سوچ میں نہ پڑے اور فرمایا: "سعد! تیرا بھائی جنت میں داخلے سے صرف اس قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے۔ کیونکہ کسی آدمی پر قرض ہو اور ادا نہ کیا گیا ہو' تو وہ تب تک جنت میں نہیں جا سکتا جب تک اس بوجھ سے آزاد نہ ہو جائے۔ جاؤ پہلے جا کر بھائی کا قرض ادا کرو۔ رہا یتیموں کی کفالت کا معاملہ' تو وہ اس ذات

پر چھوڑ دو جس نے انھیں یتیم بنایا ہے"۔

اللہ کے رسولؐ نے کسی مقروض کی نماز جنازہ اس وقت تک نہ پڑھائی جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ کر دیا گیا۔ حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں، ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں، تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: "ہاں، اگر تم قتل کر دیے جاؤ اور صبروشکر اور خدا کی رضا کی طلب میں مگن رہو، آگے کی صفوں میں بڑھ چڑھ کر حملے کرو اور پیچھے نہ ہٹو"۔ پھر آپؐ نے پوچھا: تم نے کیا کہا؟" اس نے اپنا سوال دہرایا تو آپؐ نے جواب دیا: "تمھارے گناہ معاف ہو جائیں گے البتہ قرض معاف نہیں ہو گا" (مسلم)۔ صحابی رسولؐ حضرت ابودرداؓ جب جہاد کی گزرگاہوں کے کسی ناکہ پر پہنچتے تو مجاہدین کو خطاب کر کے ہانک لگاتے: "اے لوگو! جن کے ذمے قرض باقی ہیں اور انھیں یہ احساس ہو کہ اگر وہ جہاد میں کام آگئے، تو ان کے قرض کی ادائیگی نہ ہو سکے گی، تو وہ لوٹ جائیں۔ اس لیے کہ یہ چیز (یعنی جہاد) انھیں جہنم سے بچانے کے لیے کافی نہ ہو گی"۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ: "ایک آدمی ہم میں سے فوت ہو گیا۔ ہم نے اس کو غسل دیا، خوشبو لگائی اور کفن دیا۔ پھر ہم نبیؐ کے پاس آئے۔ ہم نے کہا: یارسولؐ اللہ! چل کر اس کا جنازہ پڑھایئے۔ آپؐ نے چند قدم اٹھائے، پھر فرمایا: "اس پر قرض بھی تھا؟ ہم نے کہا دو دینار تھے۔ آپؐ واپس آگئے۔ قرض کی ادائیگی حضرت ابوقتادہؓ نے اپنے ذمے لے لی۔ ہم پھر آپؐ کے پاس آئے۔ حضرت ابوقتادہؓ نے کہا: یارسولؐ اللہ! وہ دو دینار میں ادا کروں گا، آپؐ نے پوچھا: "قرض خواہوں کو دے کر میت کو اس سے بری کرتے ہو؟" انھوں نے کہا: ہاں۔ پھر آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی" (احمد، ابوداود، نسائی، ابن حاکم اور ابن حبان)۔

اس حدیث سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں: پہلی یہ کہ قرض خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، ہر حالت میں واجب الادا ہے۔ دوسری یہ کہ میت کی طرف سے قرض کی ضمانت درست ہے، تیسری یہ کہ میت کے حقوق واجبہ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور قرض وغیرہ کو ادا کرنے سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ چوتھی یہ کہ قرض یا دوسرے حقوق العباد جب تک ادا نہ کیے جائیں یا صاحب حق یا قرض خواہ معاف نہ کر دے، یہ کبھی ساقط نہیں ہوتے حتیٰ کہ مرنے کے بعد بھی ساقط نہیں ہوتے۔ پانچویں یہ کہ قرض ایک بدترین لعنت ہے۔ اول تو قرض لینے سے گریز کیا جائے لیکن اگر مجبوری کی وجہ سے لے لے تو فوراً ادا کرنے کی فکر کرے، اور لاپرواہی سے کام نہ لے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اور نبی آخرالزمانؐ نے مومنین کو حقوق اللہ کی ادائیگی اور اہتمام کا جس قدر تاکید سے حکم فرمایا ہے، اسی قدر حقوق العباد کی ادائیگی اور اہتمام کا بھی تاکید سے حکم فرمایا ہے۔ ایک مومن، اگر حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی اور غفلت برتتا ہے تو مغفرت طلب کرنے پر، ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ درگزر کا معاملہ فرمائے، لیکن حقوق العباد خصوصاً آپس کے لین دین میں کوتاہی پر سخت وعید کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری ہے: "مومنو! ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ... اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو... اور

جو تعدی اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے اور یہ خدا کو آسان ہے" **(النساء ۲۹-۳۰)**۔

اسلام نے جن چیزوں کا سب سے زیادہ اہتمام کیا ہے اور جن کی تکمیل کی اہمیت بتائی ہے ان میں سے ایک قرض کی ادائیگی بھی ہے۔ یہ اللہ کے نزدیک اہم ہے۔ اسلام نے ان تمام وساوس اور طمع اور حرص کے پھندوں پر قینچی چلا دی ہے جو قرض دار کو اپنا شکار بنا لیتے ہیں اور جس کے نتیجے میں وہ ٹال مٹول سے کام لینے لگتا ہے یا اسے ہڑپ کر جانے کی فکر میں مبتلا رہتا ہے۔ سب سے پہلے یہ تلقین ہے کہ قرض کسی ناگزیر ضرورت کے پیش آنے پر ہی لیا جائے۔ اور کسی ایسے معاملے میں قرض کا خواہش مند ہونا جس سے بچنا ممکن ہو' ایک نہایت خوفناک معاملہ ہے جس سے ہر ممکن طریقے پر پرہیز کرنا چاہیے' بلکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ "یہ ان گناہوں میں سے ہے جن سے قصاص لازم آتا ہے"۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ: "قرض دار جب مرجائے گا تو قیامت کے دن اس سے قصاص لیا جائے گا۔ البتہ تین صورتوں میں قرض لینے کی اجازت ہے۔ ایک' وہ آدمی جس کی قوت اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے ماند پڑ جائے تو وہ اللہ کے اور اپنے دشمنوں کے خلاف تیاری کرنے کے لیے قرض لے لے۔ دوسرا' وہ شخص جس کے پاس کسی مسلم کی میت آجائے تو وہ اس کی تجہیز و تکفین کے لیے قرض لینے پر مجبور ہو جائے۔ تیسرا' وہ شخص جس کو غیر شادی شدہ رہنے کا اندیشہ ہو تو قرض لے کر وہ اپنے دین اور ایمان کو بچانے کے لیے نکاح کرے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے قیامت کے دن ان کی مجبوریوں کے سبب درگزر کا معاملہ فرما سکتا ہے اور قرض خواہوں کے بدلے کے طور پر اپنی طرف سے انعام سے نواز سکتا ہے" (ابن ماجہ)۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قرض دار کو بلائے گا یہاں تک کہ اسے اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا' اے آدم کے بیٹے تو نے کس مقصد کے لیے یہ قرض لیا تھا اور کیوں تو نے انسانوں کے حقوق ضائع کر دیے؟ تو وہ جواب دے گا: اے ہمارے رب' تو جانتا ہے کہ میں نے قرض لیا تھا لیکن میں نے اسے نہ کھایا' نہ پیا' نہ پہنا' نہ برباد کیا لیکن کبھی تو آتش زدگی کا حادثہ ہو گیا' کبھی چوری ہو گئی' یا وہ برباد ہو گیا اور اس میں خسارہ ہو گیا۔ اللہ کہے گا: میرے بندے نے سچ کہا۔ میں تیری ادائیگی کا زیادہ حق رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کچھ نیکیوں کو منگوائے گا اور انھیں میزان کے پلڑے میں رکھ دے گا' تو اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر بھاری پڑ جائیں گی اور وہ اپنے رب کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا" (احمد)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی معذرت قبول کر لے گا جو سخت حالات کی وجہ سے قرض لینے پر مجبور ہوئے اور کمرتوڑ مصائب کی وجہ سے اس کی ادائیگی سے عاجز رہے۔ لیکن جو شہوات کے بندے اور مرغوبات کے غلام ہیں اور ان کا مال شہوتوں کی تکمیل کی اجازت نہیں دیتا تو وہ فوراً قرض لینے کے لیے لپکتے ہیں' نہ اس کے انجام کی پروا ہوتی ہے اور نہ قرض سے چھٹکارا پانے کی فکر' تو ایسا شخص احادیث کے بیان کے مطابق ڈاکو اور بے باک چور ہے۔

جو قوم محنت کر کے مال کمانے کے بجائے ہمیشہ گداگری کے طریقے سوچتی ہے وہ ہمیشہ ذلیل و رسوا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور انسانوں کے نزدیک بھی قناعت، قابل اکرام عادت ہے۔ بخل اور گداگری کو سبھی حقیر اور ذلیل تصور کرتے ہیں۔ ہمیں ذرا اپنے حالات پر نظر ڈالنا چاہیے کہ عالمی اداروں اور دوسری اقوام سے قرضے کس کس طرح حاصل کیے جاتے ہیں۔ یہ گداگری کی ایک شکل ہے جس سے اسلام اور اسلام لانے والے اللہ کے آخری نبیؐ نے منع فرمایا ہے۔ ان قرضوں کی بدولت آج ہم کتنے لاچار ہیں، اور قومی قرضوں کی وجہ سے ہم غیر مسلموں کی شرائط کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ دراصل تقریباً تمام حکومتوں نے اسلامی طرز حیات کو اپنانے سے گریز کی جو راہ اختیار کی ہے، یہ اس کی سزا ہے۔ اب بھی اگر اسلام کو اجتماعی زندگی میں اختیار اور نافذ کیا جائے تو ہماری حالت بدل سکتی ہے۔

افسوس کہ آج ہم میں سے بہت سے لوگ، انفرادی اور اجتماعی (ہر دو صورتوں میں) قرض کو کھیل تماشا سمجھتے ہیں اور بطن و فرج کے تقاضے پورا کرنے، یا نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے اور عادتاً یا بطور فیشن قرض یا ادھار لیتے ہیں۔ ان میں سے بعض اپنے پاس، گھر یا بنک اکاؤنٹ میں رقم موجود ہونے کے باوجود قرض لیتے ہیں (کہ اپنا موجودہ مال بھی کم نہ ہو)، جب کہ بعض واضح طور پر سودی شرائط کو قبول کرتے ہوئے قرض لیتے ہیں اور پھر حسب وعدہ واپس نہیں کرتے بلکہ بار بار کے مطالبات کے باوجود قرض لیے ہوئے مال سے اپنے وسائل، کاروبار اور مال و دولت کو ترقی دینے کی تگ و دو میں مگن رہتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ قرض خواہ، فرد ہو یا حکومت، مجبور یا دیوالیہ ہو جائے، خود تماشا دیکھتے رہتے ہیں اور قرض واپس کرنا خلاف شان سمجھتے ہیں۔ بعض لیڈران قوم، قومی خزانہ، مالیاتی اداروں اور بنکوں سے ملک اور عوام کی ترقی کے نام پر بڑے بڑے قرضے حاصل کر کے ہڑپ کر جاتے ہیں اور ادائیگی کے بجائے قرضے معاف کروا لیتے ہیں اور یوں اس کھیل میں شریک تمام فریق، باقی ماندہ غریب عوام کے حقوق پر کھلم کھلا ڈاکا ڈالنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کیونکہ معاف کیے ہوئے قرضے غریب عوام سے مزید ٹیکسوں کی صورت میں وصول کر لیے جاتے ہیں۔

اللہ کے رسولؐ نے اپنے آخری خطبہ (خطبۂ حجتہ الوداع) میں قرض سے متعلق یوں فرمایا: "لوگو! اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق خود دے دیا۔ اب کوئی کسی وارث کے لیے وصیت نہ کرے۔ قرض قابل ادائیگی ہے اور عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن ہے وہ تاوان ادا کرے۔ کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور وہ خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو"۔ حضرت ابوحمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: "کسی آدمی کو جائز نہیں کہ اپنے بھائی کی ایک چھڑی بھی اس کی رضامندی کے بغیر لے لے" (ابن حبان)۔

لوگوں میں سے بعض، اگر قرض لیتے ہیں تو حسب وعدہ واپس بھی لوٹاتے ہیں، جب کہ بعض مسکین

بن کر لیتے ہیں مگر قانون کے کوڑے یا دھینگا مشتی اور لڑائی جھگڑے کے بغیر واپس نہیں کرتے۔ اور ایسی صورت میں بسااوقات کوئی ایک فریق اپنی زندگی کی بازی ہار جاتا ہے۔ بعض شقی القلب مقروض رقم کی واپسی کے بجائے مشکل راستے اختیار کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے محسن کی زندگی کا چراغ گل کرنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے۔ چونکہ ادھار محبت کی قینچی ہے، لہٰذا کسی ایک فریق کی ذرا سی لاپرواہی کے باعث فریقین کے درمیان قائم دیرینہ تعلقات ہمیشہ کے لیے ختم ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگ یک مشت رقم واپس کرنے کے بجائے قرض کی رقم کے منافع وغیرہ سے بالاقساط ادائگی کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اصل رقم بھی اپنے ہی پاس رہے۔ ایسے تمام افراد وعدہ خلافی، جھوٹ، دھوکا اور خود غرضی جیسے گناہوں، جنھیں آنحضورؐ نے منافقین کی نشانیوں سے تعبیر فرمایا ہے، کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے کہ "ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے اور وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے"۔ لیکن قرض لوٹانے کی فکر کرنے کے بجائے ہم اپنے بھائی کو جس سے قرض لیا تھا، اذیت میں مبتلا کیے رکھتے ہیں اور اس کے مسائل اور تکالیف کا احساس نہیں کرتے۔

جو شخص دنیا میں کسی کا قرض ادا نہیں کرتا تو قیامت کے روز اس کی نیکیاں قرض خواہوں میں تقسیم کر دی جائیں گی اور قرض خواہوں کے گناہ اس مقروض کے ذمے ڈال دیے جائیں گے۔ لہٰذا ہمیں حتی الامکان قرض لینے سے اجتناب برتنا چاہیے اور اگر قرض لینے کی نوبت آ ہی جائے تو حسب وعدہ واپسی کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس بات کا خیال رہے کہ ضرورت کے وقت جو آپ کو قرض دیتا ہے اس کا یہ حق ہے کہ آپ کسی عذر یا بہانے سے ادائگی میں تاخیر نہ کریں۔ وعدہ خلافی کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔ انسان ارادے کرہ، نیک نیت ہو، تو اللہ تعالیٰ غیب سے بھی مدد فرماتا ہے۔ جو لوگ بدنیت ہوتے ہیں اور وقت پر ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتے، یا جان بوجھ کر قرض ادا نہیں کرتے یقیناً وہ آخرت کو بھولے ہوئے ہیں اور اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور وہ قرض کا بوجھ لیے اللہ کے حضور پہنچ جاتے ہیں۔

قرض، پریشانیوں اور دوسری وباؤں سے بچنے کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل دعا کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ بذات خود بھی اس دعا کا کثرت سے ورد فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَغَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ (اے میرے پروردگار، میں تیری پناہ چاہتا ہوں--- پریشانی، دکھ، تکلیف اور سستی، اور بخل اور جبن سے اور قرض کے بوجھ سے اور آدمیوں کے غضب سے)۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے اہل و عیال اور اقارب کو بھی قرض کے مضمرات سے آگاہ کریں اور خود بھی اس سے پرہیز کی کوشش کریں۔